سندھ کے صوفیائے کرام

سیّد پیر مراد شیرازی اور ان کا خاندان

اعجاز الحق قدوسی

سیّد محمّد صاحب ترخان نامہ ۹۹۴ھ (۱۵۸۵ء) میں مرزا جانی بیگ حاکم سندھ کے مرزا محمد صالح اول متوفی (۹۷۰ھ) ۱۵۶۲ء)

زکی کی شادی حضرت جلال ثانی سے کردی تھی، یہ وہی لڑکی تھی کہ جب مرزا محمد باقی متوفی ۹۹۳ھ ۱۵ء) نے دست تعدی وظلم دراز کیا تو اس نے اس لڑکی کو بھی قید میں ڈال دیا تھا۔ جب مرزا جانی سندھ کی زمام حکومت سنبھالی تو اس نے محترم خاتون کو قید سے رہا کیا۔ "معیار سالکان طریقت" روایت کے مطابق سید جلال ثانی کے اس خاتون کے بطن سے ایک صاحبزادے سیّد محمد نامی تھے۔ ب تحفۃ الکرام نے ان صاحبزادے کے متعلق لکھا کہ۔

یہ بزرگ مشہور زمانہ تھے، ترخان نامہ ان ہی کی تالیف ہے؎ افسوس ہے کہ سیّد محمد کا بکسی کتاب میں نہیں ملتا، یہاں تک کہ انہوں نے ترخان نامہ میں بھی اپنی زندگی کے متعلق کچھ لکھا۔ ترخان نامہ سندھی ادبی بورڈ سے شائع ہو چکا ہے۔

سیّد میر محمد کے دو صاحبزادے تھے، ایک سید میر بزرگ اور دوسرے سید عبداللہ میر بزرگ ایک صاحبزادے تھے جن کا نام میر زین العابدین تھا لیکن وہ سید لطف اللہ کے نام سے مشہور رہے۔

۱؎ تراشی مکلی نامہ، ص ۴۴ ۔ ۵۴ مقدمہ ترخان نامہ، مولفہ سیّد حسام الدین راشدی ص ۴۱

۲؎ ترخان نامہ مرزا عیسیٰ کی وفات کے بعد ۱۰۶۵ھ میں تالیف ہوا۔

یہ اپنے زمانہ کے فارسی کے مشہور شاعر تھے اور انہوں نے ایک کتاب بھی حرز البشر کے نام سے تالیف کی تھی، علم و فضل میں ممتاز تھے، شاعری میں قانع تخلص کرتے تھے، انہوں نے (۱۱۳۲ھ / ۱۷۱۹ء) میں وفات پائی، میر علی شیر قانع نے ان کی تاریخ وفات "رضوا عنہ" سے نکالی۔ مقالات الشعراء میں میر علی شیر قانع نے ان کا ایک شعر درج کیا ہے، جسے ہم تبرکاً یہاں نقل کرتے ہیں۔

دوات چینی چشم غزالاں کم سیاہی شد
مگر مجنوں بہ لیلیٰ باز انشا کرد مکتوبی[1]

میر زین العابدین کے دو صاحبزادے تھے، ایک سید غلام علی، اور دوسرے سید عبدالولی میر محمد کے دوسرے صاحب زادے سید عبداللہ کے ایک صاحبزادے تھے، جن کا نام سید عبداللہ تھا، سید عبداللہ کے ایک صاحب زادے سید لعل میر تھے۔ جو (۱۱۸۱ھ - ۱۷۶۷ء) میں جب کہ میر علی شیر قانع ٹھٹوی تحفۃ الکرام لکھ رہے تھے۔ حیات تھے[2]

سید شریف

۲۔ سید احمد کے بڑے صاحب زادے حضرت سید علی اول اور ان کی اولاد کے تذکرے کے بعد ہم پھر سید احمد کے دوسرے صاحب زادوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حضرت سید احمد کے دوسرے صاحب زادے سید شریف تھے، جو اس وقت پیدا ہوئے جب کہ حضرت سید احمد کی عمر ستاسی سال کی تھی، ان کی ولادت ۸۰۰ھ میں ہوئی اور ۸۸۷ھ ۔ ۱۴۸۲ء میں انہوں نے وفات پائی۔ سید شریف کی تاریخ وفات "انہ کان مخلصا" سے نکلتی ہے۔ سید شریف کا مزار حضرت سید علی اول کے متصل مغربی جانب مکلی کے قبرستان میں واقع ہے۔ سید شریف کے دو صاحب زادے تاج محمد اور سید لطف اللہ تھے[3]

سید محمد جعفر

حضرت سید محمد کے تیسرے صاحب زادے سید محمد جعفر تھے۔ جو گجرات کے مشہور شہر نہروالہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ تحفۃ الکرام میں ہیں کہ اس سرزمین کے مشہور

---

[1] مقالات الشعرا، ص ۵۲۸ - ۵۲۹

[2] مقدمہ ترخان مؤلفہ سید حسام الدین راشدی، ص ۴۴ بحوالہ تحفۃ الکرام جلد ۳ - ص ۱۸۸

[3] حواشی مکلی نامہ، ص ۵۴

صوفیا میں شمار ہوتے تھے۔ اسی شہر میں انہوں نے شادی کی جن سے ان کے ایک صاحب زادے سید احمد نامی تولد ہوئے۔ جب وہ بڑے ہوئے تو ان کے والد نے انہیں اپنی جگہ مسند رشد و ہدایت پر بٹھایا۔ اور خود سندھ واپس آگئے۔ انہوں نے ٹھٹھہ ہی میں وفات پائی۔ ان کے صاحبزادے نے گجرات میں رشد و ہدایت کو عام کیا۔ اور ان کی اولاد بھی ان کے نقش قدم پر چلی۔

مراۃ احمدی میں ہے کہ سید محمد جعفر اپنے صاحبزادے سید احمد کو جب کہ ان کی عمر بارہ سال کی تھی اپنا جانشین کر کے سندھ چلے آئے۔

راشدی صاحب نے لکھا کہ اس خاندان کے آخری چشم و چراغ سید نورالدین بحمداللہ گجرات میں موجود ہیں جن سے ان کی خط و کتابت ہے تقریباً چھ سو قلمی کتابیں ان بزرگ کو اپنے آباء سے وراثت میں ملی ہیں جس میں اس خاندان کی جو گجرات میں ہے حسب ذیل کتابیں تصنیف ہیں۔

۱- منیۃ العارفین - مصنفہ سید احمد بن رفیع الدین بن سید جلال محمد بن سید احمد جعفر شیرازی تصنیف ۱۰۲۰ھ۔

۲- فتوحات احمدیہ :- تالیف سید احمد رفیعی در مقالات احمد (۲۵ ورق)

(۳) شجرۂ مبارک و منشور خلافت :- تصنیف سید جلال بن سید رفیع الدین بن سید جلال محمد بن سید احمد جعفر (یہ نسخہ خود مصنف کے قلم کا ہے)

(۴) رسالہ عربی :- تالیف سید احمد بن رفیع بن سید جلال محمد بن سید احمد جعفر شیرازی

(۵) حالات خاندان - فارسی میں

(۶) مائۃ عامل (؟) بخط سید جلال شیرازی

(۷) تذکرۃ المراد - نقل ۱۲۴۴ھ

(۸) نظم سراجی :- بخط قاضی محمد نورالدین حسین مع ترجمہ فارسی

(۹) شجرۂ کامل :- اس خاندان کے شروع سے سید محمد نورالدین حسین تک

۳- سید محمد حسین معروف بہ پیر مراد شیرازی

سندھ میں عرفان و تصوف کے آفتاب سید محمد حسین مشہور بہ پیر مراد شیرازی بن سید احمد کی ولادت باسعادت ۸۳۱ھ میں ہوئی۔ یہ اپنے بھائیوں اور بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے ان کی ولادت

کی خوشخبری سندھ کے مشہور بزرگ سید عیسیٰ لنگوٹی نے دی تھی۔ یہ جام فتح خان بن جام سکند
کا زمانہ تھا۔ آپ کی والدہ بی بی فاطمہ نے ۱۷ رمضان (۸۳۶ھ ۱۴۳۲ء) کو وفات پائی۔
آپ کی عمر تقریباً چھ سال تھی۔ آپ کے والد محترم سید احمد نے یکم محرم ۸۴۵ھ (۱۴۴۱ء) میں
فرمایا، اور ٹھٹھے میں قاضیوں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر چودہ سال

حضرت پیر مراد شیرازی کا شمار سندھ کے قدیم اکابر صوفیائے کرام میں ہوتا ہے انہوں نے
میں عرفان و ہدایت کا چراغ ٹھٹھے میں روشن کیا جس کی ضیاباریوں نے سارے سندھ کو منور کر دیا۔

حضرت پیر مراد کی عظمت و جلالت کا اس سے اندازہ کیجئے کہ حضرت بہاء الدین زکریا ملہ
کے نواسے، جب ٹھٹھے تشریف لائے، اور آپ سے ملاقات کی تو فرمایا۔

"تو مراد شانستی واز تو مرادہا حاصل شوند"

اسی وقت سے آپ کا لقب پیر مراد پڑ گیا۔

حضرت پیر مراد نے پچیس سال کی عمر میں ۸۸۶ھ (۱۴۸۱ء) میں عباسی قاضیوں کے
ہاں شادی کی انچاس سال کی عمر تک حسب ذیل اولادیں ہوئیں۔

۱۔ سید منصور

آپ ۸۸۰ھ (۱۴۷۵ء) میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۲ رجب بروز جمعہ ۱۸
۱۵۰۶ء) میں وفات پائی۔ عند ملیک مقتدر سے آپ کی تاریخ وفا
نکلتی ہے۔ آپ نے ۳۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور اپنے والد کے مزار کے مغربی جانب مد

۲۔ سید نعمت اللہ

آپ کے دوسرے صاحبزادے ہیں، جو ۸۸۳ھ میں پیدا ہو۔
اور ۹۰۶ھ (۱۵۰۰ء) میں ۲۳ سال کی عمر میں انہوں نے وفا
پائی۔ اور اپنے والد کے مزار کے مغربی جانب مدفون ہوئے۔

۳۔ سید حماد

آپ کے تیسرے صاحبزادے ہیں جن کا سنہ ولادت ۸۸۴ھ اور سنہ وفا
۹۱۶ھ (۱۵۱۰ء) ہے وفات کے وقت ان کی عمر ۳۲ سال کی تھی۔ یہ اپنے بھ
سید نعمت اللہ کے مزار کے مغربی جانب مدفون ہوئے۔

۴۔ بی بی فاطمہ

آپ کی ایک صاحبزادی بی بی فاطمہ نامی تھیں جو ۸۵
۱۴۸۰ء) میں پیدا ہوئیں۔

حضرت پیر سید مراد کی وفات

حضرت پیر سید مراد باسٹھ سال کی عمر میں ۸۹۳ھ کو واصل الی اللہ ہوئے۔ وفات سے پہلے درد سر اور بخار میں مبتلا ہوئے، آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعضوں نے یکم ربیع الاول بعضوں نے ۱۰ ربیع الاول اور بعضوں نے ۸ ربیع الاول لکھی ہے۔ لیکن صحیح روایت صاحبِ معارف الانوار کی ہے انہوں نے آپ کی تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۸۹۳ھ (۱۴۸۷ء) تحریر کی ہے۔ جو ساجداً وخالصتاً للہ سے نکلتی ہے۔

نماز جنازہ

صحیح روایت کے مطابق آپ کے جنازے کی نماز جام نظام الدین ننڈا نے پڑھائی۔ جو نہایت دیندار، عدل پرور اور نیک بادشاہ تھا۔ بعض روایتوں کے مطابق آپ کے جنازے کی نماز آپ کے صاحبزادے سید منصور نے پڑھائی۔ لیکن یہ روایت درایتاً صحیح نہیں اس لئے کہ سید منصور اپنے والد کی وفات کے وقت تیرہ سال کے تھے۔

خلفاء

حضرت پیر سید مراد کے حسب ذیل خلفاء تھے۔

۱۔ حضرت سید علی اوّل

۲۔ حضرت سید جلال بن سید علی اوّل

۳۔ شیخ البرکاؒ

تحفۃ الکرام میں ہے کہ شیخ البرکا اصل نام مارکھ تھا۔ جو جام نظام الدین کے داماد تھے۔ جب حضرت پیر مراد بت خانے کو توڑ کر مسجد صفا کی بنیاد رکھنے لگے تو یہ آپ کو منع کرنے کے لئے آئے تھے لیکن اسی وقت آپ کے مرید ہوگئے چونکہ انہوں نے حضرت پیر سید مراد کے مرید ہونے پر مکمل طور پر دنیا کو ترک کر دیا تھا۔ اس لئے حضرت سید پیر مراد نے آپ کو البرکا خطاب دیا۔ جس کے معنی ہیں بے طمع۔ شیخ البرکا نے اپنے مرشد کی حیات ہی میں وفات پائی، حضرت پیر مراد اکثر ان کے مزار پر تشریف لے جاتے تھے[2]

---

[1] یہ تمام تفصیل حواشی مکلی نامہ مولفہ سید حسام الدین راشدی ص ۵۴۔۵۲ سے ماخوذ ہے۔

[2] تحفۃ الکرام اردو ترجمہ ص ۷۴۵۔

شیخ حاجی محمد حسین صفائی | شیخ حاجی حسین کی والدہ حضرت سید پیر مراد کے گھر کام کرتی تھیں سندھ کے فرمانروا شاہ حسن ارغون نے مرتبہ آپ سے ملاقات کی درخواست کی لیکن آپ نے اجازت نہیں دی۔ آپ نے اپنے شیخ کی عربی میں تالیف کی اور ۹۳۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تاریخ وفات خیراً مالبقاسے نکلتی ہے۔[1] وفات کے بعد اپنے پیر کے مزار کے متصل مدفون ہوئے۔ صاحب تحفۃ الطاہرین نے ان کی بہت کراماتوں کا تذکرہ کرکے لکھا ہے کہ ان کا مزار حضرت پیر مراد کے پائنتی واقع ہے۔[2]

(۵) شیخ احمد ناہیو | ان بزرگ نے اپنے مرشد کی حیات میں ہی وفات پائی۔ ان کا مزار بولو کے مزار کے متصل واقع ہے۔[3]

۶ شیخ مالھو | یہ اصل میں جام نظام الدین نندا کے ملازم تھے، حضرت سید پیر سے بیعت ہوئے اور بقیہ عمر اپنے شیخ کی خدمت میں بسر کردی کے بعد شیخ بولو کے مزار کے مغربی جانب مدفون ہوئے۔[4]

۷ شیخ تیتھر | یہ اصل میں ہندو تھے، جب پیر سید مراد مسجد صفہ تعمیر کرا رہے تھے تو کے ہاتھ پر مشرف با سلام ہوکر بیعت ہوئے۔ اور اپنی ساری زندگی ا مرشد کے قدموں سے وابستہ رہے، وفات کے بعد شیخ مالھو کے مزار کے مغربی جانب مدفون ہوئے

۸ شیخ عیسیٰ لنگوٹی برہانپوری | یہ بزرگ اصل میں برہان پور کے رہنے والے انہوں نے برہان پور سے آکر ساموئی میں سکو اختیار کی، قلندرانہ انداز میں ایک لنگوٹی باندھے بیٹھے رہا کرتے تھے۔ ان میں اور شیخ حماد جا

---

[1] تحفۃ الکرام اردو ترجمہ ص ۵۰۷۔

[2] حواشی مکلی نامہ ص ۵۲

[3] تحفۃ الطاہرین ص ۲۱-۲۲

[4] حواشی مکلی نامہ ص ۵۲

[5] ,, ,, ص ۵۳

اکثر مسائل پر محققانہ گفتگو رہا کرتی تھی۔ ان ہی بزرگ نے حضرت سید پیر مراد کی ولادت خوش خبری دی تھی اور پھر آپ کی ولادت کے بعد حضرت پیر مراد کے گھر تشریف لائے اور اپنی مریدی کا اقرار کر کے چلے گئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ اس اقرار بیعت کے تین دن بعد حضرت شیخ عیسیٰ لنگوٹی نے ۹۳۱ھ میں وفات پائی، آپ کی تاریخ وفات "من اتی اللہ بقلب سلیم" سے نکلتی ہے آپ کا مزار مبارک حضرت پیر سید مراد اور حضرت سید علی کے قبرستان کے عقب میں آج بھی زیارتگاہِ خاص و عام ہے[1]

---

[1] ترجمہ حواشی مکلی نامہ ص ۵۳ و تحفۃ الکرام اردو ترجمہ ص ۴۶۵ و تحفۃ الطاہرین ص ۲۲ حاشیہ نمبر ۱

مجموعہ وصایا اربعہ

مترجمہ و مرتبہ:- پروفیسر محمد ایوب قادری

یہ کتاب ان چار رسائل پر مشتمل ہے۔ (۱) المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ (فارسی متن) تالیف شاہ ولی اللہ مع اردو ترجمہ از مرتب (۲) تصنیف رنگین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ایک فارسی رسالہ کا منظوم اردو ترجمہ منظومہ سعادت یار خاں رنگین (۳) وصیت نامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (فارسی متن) معہ اردو ترجمہ از مرتب (۴) نصیحت نامہ شاہ اہل اللہ دہلوی (فارسی متن) مع اردو ترجمہ از مرتب۔

قیمت تین روپے پچھتر پیسے

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد